مسئلہ صفات متشابہات باری تعالیٰ

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خاں دامت برکاتہم
صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

[مسئلہ صفات باری تعالیٰ، اہل علم کے ہاں بڑا معرکۃ الآراء رہا ہے، آج کل کچھ لوگ، اس مسئلہ میں جمہور اہل السنّت کے مسلک کو غلط اور باطل قرار دینے میں بڑا زور صرف کررہے ہیں، شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب کی بخاری جلد ثانی کی شرح کشف الباری میں اس مسئلہ پر جو جامع اور تحقیقی بحث کی گئی ہے۔ وہ افادیت کے پیش نظر نذر قارئین ہے۔ مدیر]

قرآن وحدیث کے اندر اللہ جل شانہ کے لیے ثابت بہت سارے اوصاف ایسے ہیں کہ ان کو اپنے حقیقی معنی میں اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت کرنا صحیح نہیں، کیوں کہ وہ جسم اور اس کے لوازم میں سے ہیں اور اللہ تعالیٰ جسم اور اس کے ہر طرح کے لوازم سے پاک ومنزہ ہیں، مثلاً: ید، وجہ، ساق، ذات، استواء علی العرش، فوق، تحت ...... وغیرہ، بہت سارے الفاظ اللہ جل شانہ کے لیے استعمال ہوئے ہیں۔

ان تمام کلمات کو اپنے ظاہری اور حقیقی معنی پر محمول کرکے بعض لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے ان کو ثابت مانا ہے اور یہ عقیدہ اختیار کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے بھی اسی طرح ید، وجہ اور ساق ہیں جس طرح مخلوق کے لیے ہیں، یہ ایک باطل عقیدہ ہے، جس کو فرقہ مجسمہ اور مشبہ نے اختیار کیا ہے۔ (۱)

اس کے بالمقابل، ایک دوسرے فرقے نے، اللہ تعالیٰ کے ان اوصاف وصفات کو مسترد کردیا، ان کے اصل سے انکار کرکے، ان اوصاف کے مجازی معنی بیان کیے اور کہا کہ ان اوصاف کے یہی مجازی معنی یقینی طور پر مراد ہیں! اس فرقہ کو معتزلہ اور معطلہ کہا جاتا ہے۔ (۲)

(۱) دیکھیے، شرح المقاصد ۳/۳۴، المقصد الخامس في الالٰهيات، فصل في التنزيهات، وأصول فخر الاسلام للبزدوي: ۱/۹۴، والمسامرة: ۴۴-۵۵

(۲) كشف الأسرار عن أصول فخر الاسلام: ۱/۹۴-۹۵، ومجموع فتاوىٰ ابن تيميه، كتاب الأسماء والصفات: ۵/۲۸، ۴۷، والتمهيد لابن عبدالبر: ۷/۱۴۵

اہل السنّت کا مسلک: اہل السنّت والجماعت کا مسلک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے یہ اوصاف قرآن وحدیث کے اندر ثابت ہیں اور اللہ جل شانہ جسم ولوازمِ جسم اور مخلوق کے ساتھ کسی بھی قسم کی مشابہت سے پاک ومنزہ ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ لیس کمثله شيء ﴾ البتہ اس اجماعی عقیدے کے بعد ان نصوص وصفات کے بارے میں تعبیر وتشریح کا ایک اختلاف اہل سنت والجماعت میں پایا جاتا ہے جسے آپ تین مسلکوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

پہلا مسلک: جمہور علماء اہل السنّت کا مسلک یہ ہے کہ یہ نصوص ان متشابہات میں سے ہیں، جن کے معنی صرف اللہ تعالیٰ کو معلوم ہیں اور ہم ان کو ثابت تسلیم کرنے کے بعد، ان کے حقیقی یا مجازی معنی بیان ومتعین نہیں کر سکتے، یہ متشابہ المعنی بھی ہیں اور متشابہ الکیفیۃ بھی ہیں ﴿ وما یعلم تاویله إلا الله ﴾ یعنی اس کی تفسیر صرف اللہ ہی کو معلوم ہے، یہ مسلک تفویض ہے اور یہی جمہور متقدمین اہل سنت اور ائمہ اربعہ کا مسلک ہے۔(۳)

دوسرا مسلک: یہ ہے کہ یہ نصوص اپنی حقیقت پر ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی نسبت کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان جو حقیقی معنی اس کے ہو سکتے ہیں، وہی مراد ہیں، اس کی کیفیت، کنہ اور صورت کیا ہوگی؟...... یہ معلوم نہیں، یعنی یہ نصوص وصفات معلوم المعنی اور متشابہ الکیفیہ ہیں، اسی مسلک کی وضاحت میں مشہور مقولہ کہا گیا: " الاستواء معلوم، والکیف مجهول، والسؤال عنه بدعة ...... اور ...... الاستواء غیر مجهول، والکیف غیر معقول، والإیمان به واجب ...... امام مالک اور ان کے استاذ ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن وغیرہ کی طرف یہ مقولہ منسوب ہے۔(۴)

درحقیقت یہ مسلک بھی "مسلک تفویض" ہے، لیکن دوسرے مرحلے میں، پہلے مسلک کے قائلین ان صفات کے بارے میں شروع ہی سے تفویض کی بات کرتے ہیں کہ اس کے حقیقی یا مجازی معنی ہمیں معلوم نہیں، اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہیں، دوسرے مسلک کے قائلین کہتے ہیں کہ یہ حقیقی معنی میں ہیں، اب اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی نسبت کرتے ہوئے، اس کی کنہ اور حیثیت کیا ہوگی، وہ کہتے ہیں ہمیں معلوم نہیں، اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔(۵)

تیسرا مسلک: اہل السنّت والجماعت کا تیسرا مسلک یہ ہے کہ ان صفات ونصوص کے ایسے معنی مجازی بیان کیے جائیں جو اللہ تعالیٰ کی شایانِ شان ہوں اور لفظ کے اندر، اس معنی کے مراد لینے کی گنجائش ہو، مثلاً: ید سے قدرت، وجہ سے ذات اور استواء سے استیلاء مراد لیا جا سکتا ہے، اس مسلک کو "مسلکِ تاویل" کہتے ہیں اور اکثر متاخرین اہل سنت

---

(۳) دیکھئے، تحفة الأحوذي، أبواب صفة الجنة، باب ماجاء في خلود أهل الجنة: ۳/۳۳۷

(٤) دیکھئے، مجموع فتاویٰ ابن تیمیه، کتاب الأسماء والصفات: ۵/۲۳

(۵) تفصیل کے لئے دیکھئے، مجموع فتاویٰ ابن تیمیه، کتاب الأسماء والصفات ۵/۳۷-۵۵

قال ابن عبدالبر في التمهيد: ۷/۱۳۵، أهل السنة مجمعون على الإقرار بالصفات الواردة كلها في القرآن والسنة، والإيمان بها، وحملها على الحقيقة؛ لاعلى المجاز، الاأنهم لايكيفون شيئاً من ذلك۔

نیز دیکھئے: دارالعلوم دیوبند...... مدرسة فكرية، باب التوحيد: ۵۳۵ (مقالة سماحة العلامة مولانا محمد تقي العثماني حفظه الله ورعاه)

نے اس مسلک کو اختیار کیا ہے، البتہ جو مجازی معنی مراد لیے جاتے ہیں وہ یقینی اور قطعی نہیں ہوتے اور نہ ہی وہ ان پر جزم کا عقیدہ رکھتے ہیں، بلکہ وہ ظن اور احتمال کے درجہ میں ہوتے ہیں، یعنی ید کی تاویل وہ قدرت سے کر کے کہتے ہیں کہ یہ ایک تاویل اور احتمالی تفسیر کے درجہ میں ہے، ید سے یقینی اور حتمی طور پر نصوص کے اندر قدرت کے معنی مراد ہیں، اس کا عقیدہ وہ نہیں رکھتے (٦) چنانچہ علامہ ابن الہمام اپنی مشہور کتاب" المسايرة في العقائد المنجية في الآخرة " میں لکھتے ہیں:

" أنه تعالى استوى على العرش : مع الحكم بأنه ليس كاستواء الأجسام على الأجسام من التمكن والمماسة ، والمحاذاة ، بل بمعنى يليق هو سبحانه أعلم به ، وحاصله وجوب الإيمان بأنه استوى على العرش مع نفي التشبيه فأما كون المراد أنه استيلاء على العرش فأمر جائز الإرادة ، إذ لا دليل على إرادته عينًا ، فالواجب عينًا ما ذكرنا ، وإذا خيف على العامة عدم فهم الاستواء إذا لم يكن بمعنى الاستيلاء إلا باتصال ونحوه من لوازم الجسمية وإن لا ينفوه ،فلا بأس بصرف فهمهم إلى الاستيلاء ، فإنه قد ثبت إطلاقه وإرادته لغة ...... وعلى نحو ما ذكرنا كل ماورد مما ظاهره الجسمية في الشاهد كالأصبع ، والقدم ، واليد؛ فإن اليد وكذا الأصبع وغيره صفة له تعالىٰ لا بمعنى الجارحة ، بل على وجه يليق به وهو سبحانه أعلم به ، وقد تؤول اليد والأصبع بالقدرة، والقهر لما ذكرنا من صرف فهم العامة عن الجسمية وهو ممكن أن يراد، ولا يجزم بإرادته خصوصا على قول أصحابنا إنها من المتشابهات ، وحكم المتشابه انقطاع رجاء معرفة المراد منه في هذا الدار وإلّا لكان قد علم ".(٧)

یعنی ”ہم استواء علی العرش پر ایمان لاتے ہیں، اس بات کے حکم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا استواء، جسموں کے استواء کی طرح نہیں ہے کہ کسی مکان میں بیٹھنے، چھونے یا مقابل ہونے کے معنی رکھتا ہو، بلکہ ایک ایسے معنی کے اعتبار سے ہے جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق ہو، جس کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، حاصل اس کا یہ ہے کہ استواء علی العرش پر ایمان لانا نفیِ تشبیہ کے ساتھ واجب ہے، ہاں اس سے استیلاء بھی مراد لے سکتے ہیں لیکن اس پر کوئی دلیل نہیں ہے اور چوں کہ عام لوگوں کے بارے میں اندیشہ تھا کہ وہ استواء سے وہ معنی مراد نہ لے لیں جو جسم کے لوازم میں سے ہے، اس لیے ان کی فکر و سوچ کو جسمیت سے پھیرنے کے لیے استواء کی تفسیر استیلاء سے کر دی جاتی ہے کیوں کہ لغت کے

---

(٦) فتح الباري، كتاب التوحيد، باب مايذكر في الذات: ١٣/٤٦٩).

(٧) المسايرة في العقائده المنجية في الآخرة : ٤٨– ٤٤)

اعتبار سے استواء علی العرش کے معنی استیلاء کے آتے ہیں...... یہی مسلک ان تمام نصوص اور الفاظ کے بارے میں اختیار کیا جائے گا جو ظاہراً جسم کے لیے استعمال ہوتے ہیں، جیسے: اصبع، قدم اور ید ہیں، چنانچہ ید، اللہ کی صفت ہے لیکن جارحہ کے معنی میں نہیں بلکہ اللہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے اس کے شایانِ شان جو معنی ہیں، وہی مراد ہوں گے، "ید" اور "اصبع" کی تاویل "قدرت" اور "قہر" سے بھی کی گئی ہے، یہ امکانی معنی تو ہو سکتے ہیں لیکن یقینی اور حتمی معنی نہیں، خاص کر ہمارے اصحاب (یعنی اشاعرہ اور ماتریدیہ کے نزدیک) یہ متشابہات میں سے ہیں اور متشابہات کا حکم یہ ہے کہ اس دنیا کے اندر اس کی مراد کی یقینی طور پر معرفت کی امید نہیں کی جا سکتی، ورنہ اس کے معنی سب کو معلوم ہوتے"۔

بہر حال یہ تینوں مسلک اہل السنّت والجماعت کے ہیں:

...... یہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ یہ نصوص اور اوصاف اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں۔

...... یہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ انسانوں اور مخلوق کی طرف نسبت کرتے ہوئے ان الفاظ کے جو معانی ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کرتے ہوئے وہ معانی مراد نہیں۔

...... یہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ جسم، لوازمِ جسم اور مخلوق کے ساتھ ہر قسم کی مشابہت سے بالکل پاک اور منزہ ہیں ﴿ليس كمثله شيئ وهو السميع البصير﴾ (۸)

مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے دوسرے مسلک کو اکثر علماء کا اور تیسرے مسلک کو اکثر متاخرین متکلمین کا مذہب قرار دیا، چنانچہ مولانا اپنے ایک فتویٰ لکھتے ہیں:

"اس باب میں علماء کے چند مسلک ہیں، ایک مسلکِ تاویل کہ استواء بمعنی استیلاء و ید بمعنی قدرت اور وجہ بمعنی ذات ہے، وعلی ہذا القیاس اور یہی مختار اکثر متاخرین متکلمین کا ہے۔ دوسرا مذہب: تشابہ فی المعنی وفی الکیفیہ۔ تیسرا مسلک: معلوم المعنی متشابہۃ الکیفیہ اور حق ان میں مسلک ثالث ہے اور یہی مذہب صحابہ و تابعین وائمہ مجتہدین ومحدثین وفقہاء واصولیین محققین ہے۔" (۹)

راجح اور محتاط مسلک: لیکن حقیقت یہ ہے کہ اکثر علماء نے پہلا مسلک اختیار کیا ہے جو "مسلک تفویض" سے مشہور ہے اور وہی مسلک سب سے زیادہ اسلم اور مذہب محتاط ہے۔

☆...... چنانچہ امام ترمذی رحمہ اللہ "سنن الترمذی" میں فرماتے ہیں:

"قدروي عن النبي صلى الله تعالیٰ عليه وسلم روايات كثيرة مثل هذا مايذكر فيه أمر الرؤية

---

(۸) سورۃ الشوریٰ: ۱۱

(۹) مجموعہ فتاویٰ عبدالحیّ: ۱/۳۹

أن الناس يرون ربهم، وذكر القدم، وما أشبه هذه الاشياء، والمذهب عند أهل من الأئمة مثل سفيان الثوري و مالك بن أنس، وابن المبارك، وابن عيينة، ووكيع و غيرهم أنهم رووا هذه الأشياء ثم قالوا: تُروى هذه الأحاديث، ونؤمن بها۔ ولايقال: كيف؟ وهذا الذي اختاره أهل الحديث أن تروى هذه الأشياء كما جاء ت ويُؤمَن بها، ولاتُفَسَّر، ولاتتوهم، ولايقال: كيف، وهذا أمر أهل العلم الذي اختاروه، وذهبوا اليه" (١٠)

یعنی رؤیت باری تعالیٰ کے بارے میں اس طرح کی کئی روایات آئی ہیں کہ (آخرت میں) لوگ اپنے رب کی زیارت کریں گے، اسی طرح قدم وغیرہ الفاظ بھی آئے ہیں، اس سلسلے میں سفیان ثوری، امام مالک بن انس، سفیان بن عیینہ اور وکیع وغیرہ حضرات ائمہ اہل علم کا مسلک یہ ہے کہ ان احادیث کی روایت کی جائے، ان پر ایمان لایا جائے اور کیفیت کے بارے میں نہ پوچھا جائے کہ اس کی صورت وکیفیت کیا ہوگی؟ حضرات محدثین نے اسی مسلک کو اختیار کیا ہے کہ یہ احادیث جس طرح آئی ہیں، اسی طرح ان پر ایمان لایا جائے، ان کی نہ تفسیر کی جائے نہ ان کے موہم تجسیم ظاہری معنی مراد لئے جائیں اور نہ یہ کہا جائے کہ اس کی کیفیت کیا ہوگی، اہل علم کا یہی مسلک ہے۔

......حضرت سفیان بن عیینہ اور امام محمد سے منقول ہے:

"ما وصف الله تبارك تعالىٰ بنفسه في كتابه، فقراء ته تفسيره، ليس لأحد أن يفسره بالعربية ولا بالفارسية" (١١)

یعنی اللہ تعالیٰ نے (اس طرح کے الفاظ کے ساتھ) اپنے جو اوصاف بیان فرمائے ہیں، ان کو پڑھنا ہی بس ان کی تفسیر ہے، کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ ان کی عربی یا فارسی میں تفسیر کرے۔

......حضرت وکیع بن الجراح فرماتے ہیں:

"أدركت اسماعيل بن أبي خالد، و سفيان، ومسعرا يحدثون بهذه الأحاديث ولايفسرون شيئا" (١٢)

یعنی میں نے اسماعیل بن ابی خالد، سفیان ثوری اور مسعر کو دیکھا کہ وہ ان احادیث کو بیان کرتے تھے لیکن کسی چیز کی تفسیر نہیں کرتے تھے۔

......اس مسلک کے بارے میں علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "هذا هو المذهب المعتمد، وبه يقول السلف الصالح" (١٣)۔ یعنی یہی مذہب قابل اعتماد ہے اور سلف صالحین اسی کے قائل ہیں!

---

(١٠) سنن الترمذي، أبواب صفة الجنة، باب ماجاء في خلود أهل الجنة، رقم الحديث: ٢٥٥٧

(١١) كتاب الأسماء والصفات للبيهقي: ٣١٤

(١٢) التمهيد لا بن عبدالبر: ١٤٩/٧

(١٣) فتح الباري، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالىٰ: ولتصنع على عيني: ٤٧٨/١٣

......اور علامہ ابن الجوزی فرماتے ہیں:

"وأكثر السلف يمتنعون من تاويل هذا، ويُمرونه كماجاء وينبغي أن يراعى في مثل هذا الإمرار؛ اعتقاد أنه لاتشبه صفات الله صفات المخلق، ومعنى الإمرار عدم العلم بالمراد منه مع اعتقاد التنزيه" (١٤)

یعنی حضرات سلف میں سے اکثر اس طرح کی صفات میں تاویل سے گریز کرتے تھے اور جیسے وہ وارد ہیں، اسی طرح انہیں گزار لیتے تھے، اس عقیدے کی رعایت کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ کے اوصاف مخلوق کی صفات سے مشابہت نہیں رکھتے، امرار یعنی گزارنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تنزیہہ کا عقیدہ رکھتے ہوئے ان کی مراد کے بارے میں لاعلم ہونا۔

چند اہم باتیں: اہل حق کے ان تین مسلکوں کو سمجھنے کے بعد، اب چند باتیں صفات متشابہات کے بارے میں ذہن نشین کرلیں:

......ان تین مذاہب میں سے کسی بھی مسلک کو بالکلیہ غلط اور باطل نہیں کہا جاسکتا، قرآن وحدیث کے اندر ہر ایک مسلک کے لئے تعبیر کی بہر حال گنجائش ہے، البتہ پہلا مسلک اسلم اور محتاط ہے اور وہی مسلک جمہور علماء اور ائمہ اربعہ کا ہے جیسا کہ واضح کر دیا گیا ہے۔

......عالم اسلام میں، ایک طویل عرصے سے، اس مسئلے میں مناظرے اور مباحثے ہوتے رہے اور بسا اوقات طرفین سے غلو اور تجاوز بھی ہوتا رہا ہے اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے حالانکہ ذکر کردہ متفق علیہ امور کے بعد یہ اختلاف کوئی زیادہ وزنی حیثیت نہیں رکھتا اور تقریباً تعبیر کا اختلاف رہ جاتا ہے لیکن مناظرانہ رنجشوں نے اسے ایک ہوا بنا دیا ہے اور طرفین کے بعض حضرات کی طرف سے غلو ہوتا رہا ہے......

چنانچہ اکثر متاخرین متکلمین اہل سنت نے "مسلک تاویل" اختیار کیا ہے کہ کہیں عوام ان صفات کو عام حقیقی معنوں میں لے کر مجسمہ کا مسلک اختیار نہ کرلیں، یہاں تک تو ٹھیک ہے لیکن اس مسلک کے بعض غالی حضرات، حق صرف اسی مسلک کو سمجھتے ہیں، بلکہ متقدمین کے مسلک تفویض کو بھی مسلک تاویل میں ڈھالنے کی سعی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کا مسلک "تاویل اجمالی" پر مشتمل ہے...... حالانکہ متقدمین مطلقاً تاویل نہیں کرتے، نہ اجمالی، نہ تفصیلی، بلکہ تفویض اختیار کرتے ہیں۔

سلفی حضرات کا تشدد: دوسری طرف سلفی حضرات اور غیر مقلدین تاویل کرنے والوں کو حق پر نہیں سمجھتے اور انہیں معطلہ قرار دے کر، ان کو گمراہ سمجھتے ہیں، اس سلسلے میں انہوں نے مقالوں اور مضامین کا ایک انبار لگا دیا ہے اور یوں محسوس

(١٤) فتح الباري: ٦/ ٣٠، كتاب الجهاد، باب الكافر يقتل المسلم، رقم الحديث: ٢٨٢٦

ہوتا ہے کہ تعبیری اختلاف کا یہ اجتہادی مسئلہ، عالم اسلام کا سب سے اہم مسئلہ ہے، فتح الباری کا جو نیا نسخہ آیا ہے، اس میں حافظ ابن حجر نے صفات متشابہات میں جہاں جہاں علماء اور ائمہ کے تاویلی اقوال نقل کیے ہیں، ایک سلفی اہل قلم زہیر شاویش صاحب، ان مقامات پر بڑے اہتمام کے ساتھ حاشیہ لگا دیتے ہیں کہ یہ تاویل درست نہیں اور اپنا مسلک ذکر کر دیتے ہیں، مثلاً حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ایک حدیث کی تشریح کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا مطلب، اللہ تعالیٰ کا خیر کا ارادہ کرنا ہے اور سخط اللہ کا مطلب ارادہ شر ہے، بعض علماء نے اللہ کی رضا اور سخط کا یہ مطلب بیان کیا ہے، اس پر یہ سلفی لکھتے ہیں:

"الواجب إثبات هاتين الصفتين: الرضاء، والسخط كباقي الصفات على الحقيقة اللائقة بالله عزوجل من غير تكييف ولاتمثيل، ولاتحريف ولاتعطيل، هذا الواجب في باب الأسماء والصفات جميعا كما قال سبحانه تعالىٰ ﴿ليس كمثله شي وهوالسميع البصير﴾ وسدباب التأويل الذي هو في الحقيقة نفي وتعطيل" (١٥)

تاویل کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ درحقیقت، اللہ تعالیٰ کی ثابت صفات کی نفی ہے اور صفات کو معطل کرنا ہے، یہ تشدد، غلو اور خلاف حقیقت بات ہے، اہل سنت والجماعت کے متاخرین متکلمین نے جو مسلکِ تاویل اختیار کیا ہے، وہ حضرات صفات کی نفی ہرگز نہیں کرتے بلکہ ان کے جو محتمل مجازی معانی ہو سکتے ہیں، ان میں ایک معنی ظنی تفسیر اور احتمالِ مراد کے طور پر بیان کر دیتے ہیں کہ اس صفت کے یہ معنی مراد لئے جا سکتے ہیں، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے...... ہاں معتزلہ اور جہمیہ تاویلی معنی پر جزم کرتے ہیں، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"اعتراض ہوتا ہے کہ جس طرح گروہ اشاعرہ، ماتریدیہ تاویلات کرتے ہیں، معتزلہ اور جہمیہ بھی تاویلات کرتے ہیں، اِن میں اور اُن میں کیا فرق ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں کی تاویلات میں فرق یہ ہے کہ اشاعرہ، ماتریدیہ تاویلات پر جزم نہیں کرتے، برخلاف معتزلہ وغیرہ کے کہ وہ تاویلات کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بس یہاں یہی معنی مراد ہیں" (١٦)

حضرات صحابہ اور جلیل القدر تابعین سے مختلف آیات ونصوص کے بارے میں تاویل منقول ہے۔ جس کی تفصیل آگے کتاب التوحید میں آ رہی ہے، اس لئے یہ کہنا کہ مسلکِ تاویل، مسلکِ تعطیل ہے، درست نہیں۔ علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے "**دفع شبه التشبيه**" کے نام سے مستقل ایک کتاب لکھی ہے، جس میں ان لوگوں پر تنقید کی گئی ہے جو تاویل کا مطلق انکار کرتے ہیں، زہیر شاویش صاحب نے آگے کتاب التوحید میں تفویض اور تاویل دونوں

(١٥) فتح الباري، كتاب الرقاق، باب من نوقش الحساب عذب: ١١/٤٩١،

(١٦) معارف مدنیہ: ٨٤٧

مسلکوں کو باطل قرار دیا(۱۷) ظاہر ہے، یہ غلو، افراط اور حد سے تجاوز ہے۔

☆......اور آخری بات یہ سمجھ لیجئے کہ اوپر جو تین مسلک بیان ہوئے ہیں، وہ تینوں صحیح ہیں، علامہ ابن تیمیہ، علامہ ابن قیم اور ان کی اتباع میں عرب کے سلفی اور ہندوستان کے غیر مقلدین نے دوسرا مسلک اختیار کیا ہے، لیکن بسا اوقات وہ تفصیل میں جاتے ہوئے ایسی عبارتیں اور الفاظ لے آتے ہیں، جن سے تجسیم اور تشبیہ کی بو آتی ہے۔(۱۸)

صفات باری تعالیٰ کا مسئلہ چونکہ نازک اور حساس ہے، اس لئے کوئی ایسا لفظ، ایسا کلمہ اور عبارت نہیں استعمال کرنی چاہئے جو موہم تجسیم ہو (یعنی جس سے اللہ تعالیٰ کے لئے جسم ثابت کرنے کا وہم پیدا ہوتا ہو)، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"آج کل بعض لوگ جن پر ظاہریت غالب ہے جب متشابہات کی تفسیر کرتے ہیں تو درجہ اجمال میں تو مسلک سلف پر رہتے ہیں، مگر چار غلطیاں کرتے ہیں:

(۱) ایک یہ کہ تفسیر ظنی کی قطعیت کے مدعی ہو جاتے ہیں۔

(۲) دوسری غلطی یہ ہے کہ جب تفصیل کرتے ہیں تو عنوانات موہمہ تکییف و تجسیم اختیار کرتے ہیں۔ (یعنی ایسے عنوانات اختیار کرتے ہیں جن سے جسم کے ساتھ مشابہت یا جسم کے ثبوت کا وہم پیدا ہوتا ہے)

(۳) تیسری غلطی یہ کہ مسلک تاویل کو علی الاطلاق باطل کہہ کر ہزاروں اہل حق کی تضلیل کرتے ہیں۔ حالانکہ اہل حق کے پاس ان کے مسلک کی صحت کے لئے احادیث بھی بناء ہیں اور قواعد شرعیہ بھی......

(۴) چوتھی غلطی یہ کہ تفسیر بالاستقرار کو تو سلف کے مسلک پر سمجھتے ہیں اور دوسری تفاسیر لغویہ کو تاویل خلف سمجھتے ہیں، حالانکہ سب کا مساوی ہونا اوپر ظاہر ہو چکا ہے......"(۱۹)

علامہ ابن تیمیہ اور علامہ ابن قیم اس مسئلہ میں متشدد تھے، لیکن سلفی حضرات اور غیر مقلدین صرف اپنے مسلک کو حق سمجھتے ہیں اور اسی کو اہل السنت کا مسلک قرار دیتے ہیں، بقیہ حضرات کو وہ گمراہ اور باطل پر سمجھتے ہیں...... جمہور اہل السنت جن میں حضرات صحابہ، تابعین اور جلیل القدر ائمہ کرام داخل ہیں، کو گمراہ سمجھنا، خود بڑی گمراہی ہے!

اللهم أرنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وأرناالباطل باطلا وارزقنا اجتنابه

☆......☆......☆

---

(۱۷) چنانچہ شاویش صاحب لکھتے ہیں: "...... وطريقي التفويض والتأويل في باب الصفات مسلكان باطلان، أما أهل السنة والجماعة فيقابلون نصوص الأسماء والصفات بالإيمان بها، والتسليم والإثبات والتنزيه على الكمال اللائق به"۔ (فتح الباري، كتاب التوحيد، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم : لاشخص أغير من الله: ۱۳/۴۹۳)

(۱۸) دیکھئے، فيض الباري، كتاب استتابة المرتدين: ۴۷۳-۴۷۴

(۱۹) امداد الفتاویٰ: ۶/۱۱۱